

مکمل ناول



نسرہ احمد



چونہ ہو یں قسط

☆☆☆
"یعنی تمہارے کوئی بچہ ہے نہیں ہیں؟"
"وہ دونوں ابھی تک لاؤنج کے سونے پر بیٹھی
تھیں۔ کمزکیوں کے باہر شام اترو رہی تھی۔ زیادہ کے

اسے لب وہ کتاب ڈھونڈنی تھی جس کے
اردن کا وہ گواہ تھا۔
اگر وہ اس کتاب کو تلاش کر لے تو وہ ہلال تک
پہنچ جائے گا۔

خواتین ڈائجسٹ 171 جنوری 2023

آئے کا وقت ہونے والا تھا۔ راتین کے شوہر کی
 راتیں بھی سو رہی تھیں۔
 ”میں نے یہاں ایک اچھا شوہر ہے۔ ہاں وہ
 انعام کرام دے گا۔ لیکن میں اس کا شوہر نہیں
 لے رہی ہوں۔ لیکن اس کا شوہر اب بھی
 ہوتا ہے اور وہ میری کشتی میں ہو جاتا ہے۔“
 اسی دن وہ دال شوہر ہے۔ کشتی شوہر ہے۔
 شوہر ہوتے ہیں۔ راتین میں کے بولی تو وہ بھی

شوہر ادا ہے۔
 ”ہاں، ایک دال کی ہیں اور مجھے اس
 سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے اپنی ماں کی
 چادر اور زچہ کا دودھ اپنے بہت وقت سے کاٹا ہے اور
 اب میں سب کو اس کا دودھ اور خاقان کو
 پیچھے چھوڑ کے آگے بڑھ رہی ہوں۔ میں نے کئی زندگی
 شرم کر لی ہے۔“
 ”اے زچہ سے یہ فرہ کو کیا مسئلہ ہو سکتا
 ہے؟“ راتین نے پوچھا۔
 ”مسلم نہیں ہیں۔ میں نے کئی کئی گھر والوں
 نے اس کے خلاف شکایت کی ہے۔ لیکن وہ لوگ
 چاہتے تھے کہ وہ ان کو اپنے گھر سے ہٹا دے۔“
 ”تو نے بھی راتین کی شہر کے گھر والوں سے
 بات کر کے ان کو شہر میں لے آؤ؟“ راتین نے پوچھا۔
 ”جی ہاں، میں نے کیا۔“

”میں راتین پر غیر اخلاقی حرکت ہے کہ
 میں نے ان کے پیچھے اس کی برائی شہر کو کھینچا۔
 یہ لوگ جتنا دھوکہ کھاتے ہیں۔ یہ لوگ زیادہ کامیابی
 تھا۔ مجھے اس کی شہر میں گھر کرنا چاہیے۔ اور
 کہیں۔“

”کہیں؟“ راتین نے اسے متحاف نہیں کیا
 لیکن میرا دل اس کی طرف سے ڈر ہے۔ وہ بچے
 بھی اس سے کیا کرتی ہے؟ وہ اس کی شہر میں رہتا
 ہے۔ یہ ہم وہ خفیہ ممالک میں رہتے دالے لوگ
 ہیں۔ یہ سب دال کا خاندان ہے۔ وہ سب دال ہیں۔ یہ
 میں خیال کیا کہ یہ دال میں کسی کی ساری ساری

قوت میں لگاؤ اس نے چاہئے کہ اس کا کپڑا
 موہاں لگا۔ معیہ کی کال آ رہی تھی۔ اس نے قوت
 راتین کے ایک طرف ڈال دی۔ وہ درست کے
 گھر آئی تھی۔ معیہ سے بعد میں بات کر کے
 وہ بارہ راتین کی طرف متوجہ ہوئی کہ مسئلہ دال سے
 شروع کرے جسے کون کون سا دال ہے۔
 معیہ کا ایک بچہ آیا تھا۔
 ”میں تم اور ماں ابھی کے واسطے متنبہ

آ سکتی ہوں۔“
 ”وہ تم ان کو بھی۔“
 ”کیوں؟ کیا ان کو بھی ہے؟“ اچھا نہیں
 کرتے تھیں۔
 ”میں شادی کر رہا ہوں۔“

اس کے ابو اسے متحاف میں اسے اور اب کل
 گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے الفاظ کا
 کرتی سہولتوں میں وہی آواز کوئی۔ بنا گئے
 میڈیک۔
 وہی ایک دھن۔

چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔
 وہ چنگ کے دال میں بائیں دیکھتے تھے۔ راتین
 اس آواز سے بے خبر چلنے کے بہت زیادہ تھی۔
 یہ آواز قوت میں پانچ مقولوں بعد سنائی دی تھی۔
 چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔

ہاں ہاں ہاں۔
 وہ کرو معیہ دیا اور اس سے بنا تھا۔ اس میں
 ایک کپڑے کے کر دین اور اس کے بڑے رکھا تھا۔ سامنے
 ایک چھوٹی سی الماری اور اس کی چکی تھی۔ اس کا
 رنگ گلابی اور لکڑی کا تھا۔ ایک خلیات کے جانے
 عالی تھے۔ سولے چھ کتاہوں کے وہاں کچھ نہ
 تھا۔ وہاں اس میں کسی کس کس کی سواہ سے عالی
 تھیں۔ تین چاروں میں کوئی کڑی کوئی روشن
 دال نہ تھا۔ چکی ویاور میں ایک دروازہ تھا جس کے
 اندر کی طرف کوئی کڑی تھی۔ چکی کا نشان الیہ موجود
 تھا جیسے اسے نکال دیا گیا ہو۔ صرف ایک پنڈل

ایک تھا جو باہر سے بند ہوتا تھا۔
 بچے اس وقت نکلتے تھے۔ بنا اور عالی تھا۔
 سامنے اس کی چکی کی کڑی الیہ عالی نہیں تھی۔

اس پر وہ بھی تھی۔
 اس نے دونوں کھیاں میز پر رکھی تھیں اور اس
 کا چکر کھینچے۔ یہ کھانا سا چھٹا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں
 سے چکر کر رہی تھی۔

اس کی حسامت کافی دلی تھی تھی۔ لے
 تھا۔ ہالے ہالے کر کے بچے آتے تھے۔ ہالوں
 میں کوئی پن نہیں تھی۔ کوئی پن نہیں تھا۔ وہ اس کے

تھے۔
 اس کی عمر بارہ برس کے لگ بھگ تھی۔ اس
 نے چپس کے اوپر چپ پائین رکھا تھا۔ جو اس پر
 قدرے بڑھ چکا تھا۔
 دھن وہ کھری سانس لے کر سیدھی ہوئی۔

گرجان دال میں طرف منو کی جہاں دروازہ تھا۔ اس کا
 چہرہ اس جہاں تھیں۔ چکیوں کی اور مزی
 ہوئی۔ چھوڑی پر دھن کا ایک نشان تھا جو اب مندر
 ہو چکا تھا۔ اس نے ایک نظر بند دروازے کو
 دیکھا۔ باہر سے قدموں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ دم
 مارے سے تھی۔ یہاں تک کہ آواز دور چلی گئی۔ وہ

بچے کو کر رہی تھی۔
 اب اس کے سامنے میز پر رکھی تھے واضح
 ہوئی۔

وہ ایک نیا سا میڈیک باکس تھا جس کا ڈھکن
 کھلا تھا۔ اس کی چالی نوٹ تھی جس میں بائیں ہتھ کی
 موت کے بعد ہال میں نے اسے جوڑ لیا تھا۔
 اس نے ایک نظر دروازے کو دیکھا۔

بارہ برس سے چالی تھی۔
 میڈیک باکس میں ایک چھوٹا سا دال بنا تھا
 جس کے اوپر دالوں سے ہال لٹکائے تھے
 تھی۔ چالی چھوڑے ہی دالوں کو لٹکائے تھے۔
 اور اس نے چکی کی۔

چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔
 چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔

اس نے سے۔ بارہ برس کے لے۔ بارہ برس
 سے چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔ چکی برتھ ڈسٹریوٹ۔
 اس کی چکی کی کڑی الیہ عالی نہیں تھی۔
 اس نے دونوں کھیاں میز پر رکھی تھیں اور اس
 کا چکر کھینچے۔ یہ کھانا سا چھٹا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں
 سے چکر کر رہی تھی۔

اس کی حسامت کافی دلی تھی تھی۔ لے
 تھا۔ ہالے ہالے کر کے بچے آتے تھے۔ ہالوں
 میں کوئی پن نہیں تھی۔ کوئی پن نہیں تھا۔ وہ اس کے

تھے۔
 اس کی عمر بارہ برس کے لگ بھگ تھی۔ اس
 نے چپس کے اوپر چپ پائین رکھا تھا۔ جو اس پر
 قدرے بڑھ چکا تھا۔
 دھن وہ کھری سانس لے کر سیدھی ہوئی۔

گرجان دال میں طرف منو کی جہاں دروازہ تھا۔ اس کا
 چہرہ اس جہاں تھیں۔ چکیوں کی اور مزی
 ہوئی۔ چھوڑی پر دھن کا ایک نشان تھا جو اب مندر
 ہو چکا تھا۔ اس نے ایک نظر بند دروازے کو
 دیکھا۔ باہر سے قدموں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ دم

مارے سے تھی۔ یہاں تک کہ آواز دور چلی گئی۔ وہ
 بچے کو کر رہی تھی۔
 اب اس کے سامنے میز پر رکھی تھے واضح
 ہوئی۔
 وہ ایک نیا سا میڈیک باکس تھا جس کا ڈھکن
 کھلا تھا۔ اس کی چالی نوٹ تھی جس میں بائیں ہتھ کی
 موت کے بعد ہال میں نے اسے جوڑ لیا تھا۔
 اس نے ایک نظر دروازے کو دیکھا۔
 بارہ برس سے چالی تھی۔
 میڈیک باکس میں ایک چھوٹا سا دال بنا تھا
 جس کے اوپر دالوں سے ہال لٹکائے تھے
 تھی۔ چالی چھوڑے ہی دالوں کو لٹکائے تھے۔
 اور اس نے چکی کی۔

میں ہر سہلے ایک دفعہ کا ذکر ہے۔
 وہ میرا ایک نیا رستہ تھی۔ ٹکڑی سا نیل
 کے درخت برف ہادی کے باعث سفید ہو رہے
 تھے۔ ان کے درمیان میں ایک لکڑی کا کاج (چھوٹا
 سا گھٹا دکھائی دیتا تھا جس کی ٹکڑیاں درخت میں اور
 چھٹی سے جڑاں لگ کر رہا تھا۔
 اس کی لکڑی سے اندر جھانک کر دھنک دم میں
 ایک بڑا سا آتش دان یا قاضی میں ایک جلی رسی
 تھی۔ لکڑیوں کے سطلے کی بڑی بڑی برائوئیز کے سطلے
 آہرے کی ہلکی سی مثال ہوئی تھی۔ آتش دان کے
 قریب ایک کارپس مل رہا تھا جس کے ساتھ ایک
 سلوونک جڑ رہی تھی۔ باہر اس پہ لپٹا ہوا تھا کہ
 لے کر کے آؤں پھر رکے ہوئے تھے۔ یہ لکڑیوں پہ لپٹ
 اٹھ رہا تھا اور ہاتھ میں ایک سولی کی کبھی اس کے
 ٹکڑا کا کر رہی تھی۔
 دفعتاً اس نے گلاب چرے کے آگے سے
 ہٹا لی۔ گلاب چرے کا گھر کی طرف لپٹ کر ہو گیا۔
 "میں نے تمہاری نیکی کا بندوبست کر لیا ہے"
 اسی سے۔
 گلاب کاوچر پٹی پٹال کی اس طرف پشت
 تھی۔ لے کر گھر کے بالکل تھے۔ وہ گھر میں
 رکھ کر اس کا کٹہر اتار دی کی اس بات
 پہ چمک کے گھبرا کر مڑی۔ بھری آنکھوں میں
 حیرت دکائی۔
 "میں نے تمہیں ماہر لپٹانے سے گروا تھا۔ وہ
 اس کو لپٹا۔ دیکھو کہ وہ کتنے ہوسے۔
 "ہال کا نام لال کی کب سے ہوا اور اس کو بھی
 کہاں لپٹا ہے؟"
 "میں نے لپٹا ہے۔" چمک کے برائوئیز کا
 آہرے کی کٹہر لپٹا چلا اور پچھلے سے ہادی ہادی
 دھڑل کر نکلا۔
 "ہال میں میں ہال کے ایک کیم ہیں اور
 سب کے پاس لپٹا ہوا ہے۔" گھٹے میں چاہے۔ "وہ
 اندر آگے کے کیم سے کھڑا رہا پچھلے گھر لے

گئی۔ ہیرل نے باہر کو دیکھا۔ اس نے کھمبے اٹھا
 دیے۔
 "ہال کو جو چاہے وہ ہم اس کو لے لیں
 گے۔" وہ اس کتاب پر پڑھنے کے سامنے
 "اگر میں نے یہ فرما دی ہوتی تو ہیرل فریڈ کا
 جواب ہوتا کہ اپنا پارک بیل کو۔" وہ ہال کے کچھ
 اوزان کی طرف بڑھ گیا۔ چٹان میں تھی پڑھ کر لکڑی
 کے باہر سفید رات کی سی تھی۔ برف کے سطلے
 گائے کرتے دکھائی دیے۔ برف سے۔ اور اس کا پاس
 بھی دو رنگ برف تھی۔ یہ برف سے دو رنگ تھا
 میں ہال ایک چھوٹا سا لکڑی کا کھینچ کر اس کا
 "یہ کیا ہے باہر بھائی؟" آگے کا کھینچا اس کے
 اس نے اندر موجود ڈبا نکالا اور باجی سے اسے
 دیکھا۔
 "یہ ایک دفعہ باہر آتھری نے اپنی بہن کو کھینچ لیا
 کے علاوہ کچھ دیا ہے۔ ہم بھی دیکھیں۔" وہ شہرے جلا
 کٹا گھ رہا تھا۔ ایک آتشوں بھری گھر پہنچتے وقت پہ
 ڈال کر ایک طرف رکھا تھا۔ ایک بہت خوب صورت
 اور سلی لکڑی۔ ہال نے اسے دیکھ کر غلطی سا اس
 بھری اور لپٹا لکڑیوں سے اسے دیکھا تھا۔
 "ہال اب ڈوٹر سے نہیں ملتی۔ ہال بڑی
 ہو گئی ہے۔"
 تب سے ہیرل فریڈ کا سہمہ کھینچ رہا تھا۔
 ہال اس سر جھکا کے اب پاس کھول رہی
 تھی۔ کاوچر سے اس کے پیچھے لگ رہے تھے اور
 بال چرے کے دائیں بائیں کر رہے تھے۔
 "میزک باکس۔" اس کی آنکھیں پھٹیں۔
 وہ ایک میزک باکس تھا۔ ہار کے کور باکس
 سنہری چنی والی ڈوٹ کی تھی۔ اس کے بال ٹاڈ کی
 بنیاد کو چھو رہے تھے۔ ہال نے اگلی اس کے بالوں پہ
 پھیری۔ آنکھوں میں چمک دکھائی۔ بھراس نے چابی
 کھما کے چھڑی۔
 "میں بڑھوئے ہو۔"
 ڈوٹر کو لے کر گھر سے نکلا اور دھن گائی دیے

کی اس نے مڑی ہوئی ٹکڑی والا چہرہ اٹھا کے
 "یہ میرا کتاب پڑھتے باہر کو دیکھا۔
 "ہیرل فریڈ ہے؟"
 "ناب پڑھتے ہوئے چکی آنکھوں سے باہر
 نے کتاب میں جھنکی دی۔ ٹکڑی پہ مسکراہٹ تھی۔
 "اگر میں نے یہ بھی ایک ڈول ہے۔" ہیرل جتنا
 کہہ رہا تھا اس کے بڑھ گیا۔
 "کیا آپ مجھے ریلز کی کہانی سناو گے؟"
 "ہال کاوچر سے ہیرل فریڈ کی کھینچ کر رہی تھی۔
 "Just watch Tangled"
 "ہیرل فریڈ کو لے کر ہیرل کی کھینچ کر ہیرل فریڈ کی
 کی۔
 "وہ ڈوٹر اور ڈول ہے۔ میں جنہیں اصل
 ڈولن سے کہتا ہوں۔" اس نے کتاب لہرائی۔ ہال
 کی آنکھیں پھٹیں۔ اس نے میزک باکس کاوچر سے
 رکھا اور دست لگے کے پچھلے گھر بھاگ کے اس
 کی ونگ چھو بھاگ آئی۔ باہر کے سٹیل ہٹا یا اس کے
 لے چک دکھائی۔ وہ سونے کے بازو اور اس کے
 کمرے کے درمیان فٹ ہو کے بیچہ گئی اور سر اس
 کے کندھے پر رکھا۔
 "ہیرل فریڈ کاوچر کاوچر سے سچ ہے۔ سنو
 کی؟" اس نے کتاب دو ڈولوں آنکھوں میں پکڑ رکھی تھی
 اسے ایک بازو ہال کے کندھے سے گزار رکھا تھا۔ اس
 نے جھٹک کر لپٹا۔
 "کیا میں لپٹا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔"
 "میری کہانیاں ایسے کیوں شروع ہوتی
 ہیں؟"
 "کیونکہ اکثر ہمیں یہ نہیں بتانا چاہیے کہ وہ
 اٹھ کر چلی آئی۔" اس نے کتاب کا سٹیل پٹا یا
 "ہیرل فریڈ کی کہانی شروع ہوئی تھی خواہش سے۔"
 "میں باہر فریڈ؟" "میزک باکس کرتے ہیرل
 نے ہاتھ لگے کہ سہرا لپٹ کر اس کی طرف متوجہ
 رہا۔ وہ کتاب سے پڑھ کے سارے ہاتھ اور ہال اگلی
 پہ کھڑی آگے کی سمت کو دیکھ رہی تھی جہاں آتش

دان سے ملتی تھی ایک کاسا پر رہا تھا۔
 "ایک صورت اور اس کے خوب کو ایک بے کی
 خواہش تھی۔ لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہو رہی
 تھی۔"
 "ہال بھلے بیان میں ساگرہ جاتے کی کیا
 ضرورت تھی؟ یہاں ہالک کا سٹیل سا ان تک نہیں
 ہے۔" تب وہ بڑھاتے ہوئے پچھلے کھانہ بند کر
 رہا تھا۔
 "ان کے گھر کی کھینچ کر سے ایک باجی
 دکھائی دیتا تھا جو خوب صورت چھوٹوں اور بڑی
 بوٹوں سے ہر اقتصاد ایک جادوگر کی کار تھا۔"
 "جادوگر کی کیا ہوئی؟"
 "ایک ایسی صورت جو جادو کر کے لوگوں کی
 زندگیوں کو خراب کر لیتی ہو۔"
 "کیا جادو والی ہوتا ہے؟" اس نے باہر کو
 دیکھتے ہوئے پچھلے کھانے میں
 "میں صرف کھانے میں ہوتا ہے۔" وہ
 دھیرے سے اس دیا۔ یہ سہرا کے کھانے سے
 بہت پہلے کی بات تھی۔
 "ایک روز اس صورت نے دیکھا کہ جادوگر کی
 کے پاس میں ایک خوب صورت ریلز لگا ہے
 ریلز ل ایک پودے کا نام تھا اس کے اندر اس
 منومہ پودے کو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور اس
 نے اپنے شوہر سے کہا کہ اسے ریلز ل کھانے کو
 نہ لانا وہ مر جائے گی۔"
 "کیا وہ لپٹا مر جائی؟" وہ اس کے کندھے پہ
 سر رکھ کر لپٹا۔ چمک کے پچھلے سے پٹا لے
 ہو گئی۔
 "میں انسان کی لے لے نہیں مر سکتا میں
 اس کی خواہش چمک سے بڑھ جائے تو وہ بڑی ہو
 کے دکھائی دیتے کی۔"
 ہیرل نے آہستہ ہلک ڈن میں اڑھتے
 ہوئے ایک آتشوں بھری گھر لگاواں پٹا لیا۔
 "اور براہ آف دلی اندر کا لپٹا باہر فریڈ کے

کچھ ہوا تھا۔ ہلال نے پہلی دفعہ نظروں کا رخ سڑک کے
بریل کو کیا۔ "وہ یونیس کوئی تھی۔ وہ گنگا کے کنارے
لا رہی تھی۔"
باہر سے کتاب کے سلسلے پلے۔ پہلی کتاب
ہوئی۔ "نہیں، کہانی میں اس کی بات کا ذکر نہیں
ہے۔"
"وہ اپنی ماں کو بلاری تھی۔" وہ ڈھونڈنے لگا
یوٹی۔ "تو تھا اس کے اٹھان میں جو بارہ چوکے کے
ساتھ بیٹھ گیا۔"
"میرے کیوں کہہ رہی ہو؟"
ہلال انگریزی بولی کیوں والی آنکھوں سے
چند سائے دیکھ رہی۔
"میرے بھی کیوں ہے؟ اس کا سوال غیر متوقع
تھا۔ باہر سے کتاب کا سلسلہ پڑا اور وہ اس کی سائیں
"وہ بھیل کے کنارے ایک چھوٹے سے گھر
میں مقیم ہے۔ اس گھر میں جہاں میں رہتا ہوں۔"
جہاں سب کا سونے کی ذمہ دار ہوگی۔
☆☆☆☆
موجودہ دن۔
سفید اور گھائی کر کے کی دیواریں تاسوئی سے
اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ انگریزی جیسے بھی بیکریک
بائی ہے۔ سر جھکا کر ہالوں پر اپنی بیکر
رکھی۔ "خدا تعالیٰ کی اور انسانی ہی دیکھ کر
کے پیسے۔" ہاتھ جو ٹیبلٹوں سے رنگ ہوا جیسے
لیٹات اس کی دروازے کی طرف پھٹ گئی اور
میوڑا باس آگیا۔ اس نے اشارہ کیا تھا۔
لاک کھلے گا۔ کلک جانی دیا۔ پھر دروازہ کھلا
کھلا گیا۔
"کیسی ہو ہلال؟" پوچھتے سے گھینے پھر کی
بیکریک جیسے اندر آئی۔ دکان کی دیوار اس کے اوپر
رہی کی۔ ساتھ ہی شلوار بھی اور اس کے والا اٹھا
چراغ کی۔ ساتھ ہی شلوار بھی اور اس کے والا اٹھا
چراغ کی۔ ساتھ ہی شلوار بھی اور اس کے والا اٹھا

شکل ہو جائے گا۔ اور پھر اسی طرح تم
 کر جاؤ گی۔
 ان کے لئے کاروبار میں مجید بنیم کے خون کو جوند
 کر رہا تھا۔
 "تو جلدی بھی نہیں ہے بلال؟" وہ بولیں تو
 آواز نکلی کہ۔
 بلال نے چہرہ دایس دیوار کی طرف موڑ
 لیا اب اس کے لب بندھے۔
 "تو پھر فریڈ کی کوئی چال ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا
 ہے وہ جی نہیں سکتی۔" ولایت نے سر ہکا کے
 چاندیل کی طرف سے کہا۔
 "مگر کیا کہتے ہیں؟" بلال نے اندرائی نے
 سوال اٹھا۔ مجید بنیم نے گہری سانس لی۔
 "مگر وہ ہم میں اس قدر تعلق ہوتے تو آج ساری
 دنیا بھاری حکومت ہوتی۔" انداز میں انہوں
 تھا۔ "وہ جانتے ہیں جیسی ان کی شکل اور بچھ ہوئی
 ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بلال کے پاس ایک ننگی گلی۔ وہ
 کون ہے کہاں ہے تو نہیں جانتے صرف بلال
 جانتی ہے بلال اس کا پورا نام جانتے بغیر وہ جو کہیں
 تانتے۔
 پھر انہوں نے بلال کے سر کی پشت کو
 دھکا دیا۔ بلال، صرف تم میری مدد کر سکتی ہو۔ مجھے
 اس کے بارے میں بتاؤ۔
 "مگر میں ساری خاموشی بھائی رہی۔ چہرہ
 لے کر جی توڑ کر مجھے صرف ان چار افراد کے سر کی
 آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر مجید بنیم نے اندرائی کو
 اشارہ کیا۔ وہ ان کی شکل میں ہونے لگی۔
 "وہ اس شخص میں رہتی ہے جہاں میرا بھائی رہتا
 ہے۔"
 "بلال! پھر جانی اندرائی رک گئی۔ ولایت نے
 "بھئی کے قریب ایک چھوٹے سے گھر
 میں رہا تھا۔" وہ اب گری کو موڑ کے اسٹری
 میں نکل کے آئی اور بیڈک باکس میں یہ رکھا۔

اس نے ابھی تک آنکھوں کا رخ ان کی طرف نہیں کیا
 تھا۔
 "مجید بنیم کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔ انہوں
 نے انہماک میں سر ہلایا۔
 "میں اسے ڈھونڈ لوں گی۔ ولایت... حکم
 سے آواز دی۔ دو فوراً چکا۔
 "جی سرکار۔"
 "بلال! جی بول رہی ہے۔ اس کے آگے آج سے تم
 بلال کا دروازہ لاک نہیں کرو گے۔ اگر وہ ان لوگوں
 کے پاس واپس جانا چاہے تو اس کو بھلا کے جی تو
 اس کی سرکشی ہے۔ بلال آزاد ہے۔"
 بلال اب سر ہکا سے بیڈک باکس کے دروازے
 اٹھی جیسے رہی گی۔
 "اگر وہ بھاگ گئی تو؟"
 دروازہ باہر سے بند کر کے ہوئے ولایت کا
 ہاتھ لاک تک گیا۔ پھر اس نے ہاتھ نیچے کر دیا۔
 انداز میں لکھ مندی لکھی۔
 "کے گھر ہو۔ بلال بھی نہیں بھاگے گی۔"
 مجید بنیم مسکرا کے بولیں۔ وہ مہین نہیں۔
 اندر سے ایک دفتر پھر سے بیڈک کی آواز
 سنائی دینے لگی۔ اندرائی ان کی دیکھ بھل گئی
 اب دور جاری کی اور ولایت خوشی سے کھڑا ان کو
 جاسے دیکھ رہا تھا۔
 * * *

"تم نے ملایا ہوتا تو مجھے یاد ہوتا۔"
 "وہ ہمارے گروپ کے ساتھ فیلوشپ کے
 راجنیل آئی جی صاحب اس کے دادا بہت پیار
 کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کی شادی
 ہو جائے۔" انہوں نے سب کچھ بھڑکا کر اس کی
 طرف اشارہ کیا۔
 "مگر کیا اس کے نکاح کے لیے۔"
 "مگر ایک پاکستان کیوں نہیں جا رہے؟ وہ
 یہاں کیوں آ رہے ہیں؟"
 "پھر ہمارا سٹیشن انٹری ویزا ہے۔ فیلوشپ
 وہاں میں نہیں چھوڑ سکتے۔" وہ دوسرے زنج
 ہوا۔ اس کی کسی بھی بات پر کھڑا تھا۔
 "اور شادی کی؟ ان کو کیا ہے؟ ان کے بغیر
 "اور شادی کی؟" اس کی آواز میں درختی درختی۔
 "ہو جائے گا؟" اس کی آواز میں درختی درختی۔
 "اگر وہ یہاں آئی تو کبھی ہو رہی ہو؟" وہ جھلا
 "جی۔" وہ ختم ہو کر باقی ان کی زندگیوں میں بیٹ ہو۔ تم
 وہاں نے اپنی سرکشی سے شادی کی۔ اب مجھے
 سپورٹ کرنا چاہیے۔
 "مجھے آہاری شادیوں ہمارے گھر کو سامنے
 رکھ کے ہوئی ہیں۔ ایسے نہیں کر فون۔" اطلاع دے
 دے۔ "مجھے سپورٹ کرنا چاہیے۔ تم میں کچھ تاؤ تو
 کسی نے تم کو نہیں اٹھاؤ گی۔ لیکن بغیر سب لے
 کر لیا۔"
 "پار، تاہم ہوں نا۔ بھوری ہے۔" وہ دھما
 "جان، باقی ختم کرے گی۔ چاہتا ہوں لیکن مجھے
 تمہاری سپورٹ چاہیے۔"
 "ملائے گھر کی سانس لی۔ بہت سا ختم سانس
 کے ساتھ فٹن میں عجب ہوا۔
 "مگر میں نہیں چھوڑا۔ سپورٹ کے سوا کیا
 آؤں گے؟"
 "جی نہیں آؤ گی؟" وہ جیسے خوش ہوا۔
 "مجھے یہ سب آگیاں گے۔ اب تم باقی سے
 بات کرو۔" "تو کہہ کر اس نے فون رکھ دیا سر میں
 دروازے کا تھا۔
 لہذا فٹن میں خاموشی بھائی جی۔ زیادہ بھی گھر

نہیں آیا تھا۔ وہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بے چینی سے بھر
 کاٹنے لگی۔
 "مجھے آج سے میں دن بھر کی طرح کا گھر
 تھا۔ شکر ہے کہ اس کے پاس سرکشی تھا۔ جس کی
 بنا پر وہ ترکی کا دیوڑا آ رہے تھے۔ میں نے کسی بھی
 شخص کو یاد کو نہیں ملا۔ ان کی کہہ ہو گئے۔ باہر کمر جب
 باہر کی زندگی میں گھبراہٹ ان کے گھر کی گھبراہٹ
 انہوں نے باتوں باتوں میں زیادہ کی گھبراہٹ
 موت کا ذکر کرتے ہوئے تھا تھا کہ زیادہ اس وقت
 بولے کہ میں جاسکا تھا کیونکہ اس کے پاس کے کا دروازہ
 نہیں تھا۔ وہ اس وقت ڈانگ دم میں کھانا کھا رہے
 ہوئے ان کی گفتگو میں رہی تھی۔ بات وہیں میں وہ
 گئی گئی۔ ترکی کا دروازہ کھلے میں دھتے لگے ہی جاتے
 ہیں۔ اگر زیادہ یاد نہ ہوتا تو؟
 "مجھے کہتے ہیں کہ اس کا امر کی دروازہ کی
 پس پہلے لگا تھا۔ وہ کچھ سال کا دیوڑا تھا اس کی
 ایکسپریٹ ڈیٹ آگے میں مجھے۔ تم گھر سے بھاگو
 اس کا ترس و زبر نہیں لگ سکتا۔
 وہ تیزی سے کرے میں آئی اور الماری
 کھولی۔ اندر ایک لاکر تھا جس میں زیادہ اور وہ
 اپنے پاس سپورٹ رکھتے تھے۔ پاس دروازے معلوم
 تھا۔ اس نے جلدی سے ہنسنے لگا لاکر کھولا۔
 اس کا منہ سپورٹ چکا تھا۔ وہاں کے شمع
 کے پرانے پاس سپورٹ ایک ساتھ آگے تھے۔ اس نے
 تیزی سے اپنا پاس سپورٹ نکالا اور مجھے چاہئے
 "میرے گھر کی دیوڑے کی عید دیکھو۔ پھر گھر کی سانس
 مچنی۔ اس کی ایکسپریٹ میں ابھی بہت وقت تھا۔
 "ملائے ایک منہ چلا۔ اس کا منہ مشابہ شاہ
 کیڑے بن رہا تھا۔ وہاں سے جھٹکا ہوا۔ اس کی سانس
 در آئی۔ اس اور اس نے باہر کے کسی کچھ نہیں پائیں
 کو دھکے دے کر دروازہ کھولا تھا لیکن نہ جاسے اب
 وہ اس کی انتہائی گھبراہٹ کی گھبراہٹ۔ پھر
 اس نے اپنا ہاتھ سپورٹ دایس رکھا۔ پھر
 نظر زیادہ کے پاس سپورٹ چلا۔ وہاں ایک

ساتھ آگے تھے۔ جاننا وہ بہت فریال کرتا تھا اس کے
 ایک ساڑھ پانچ سو میں کچھ ٹوٹی دور لپے کے
 دیر سے ہون کے پاس نے جو بھی وہ پانچ سو
 اٹھارے لاکھ ملے تھے۔ شاید زیادہ کے پاس امریکی
 بارز اور جس کی جا پڑ کر کا ای ویز اورا حاصل
 کر سکے۔

اگلے ہی لے اس کے اور قحب سے اگلے
 ہونے اس نے صفات کے پیچھے پلے۔
 زیادہ کے پاس امریکی ویز تھا۔
 اس کے پاس تین ویز ابھی تھا۔

اور اس کے پاس دس سال کا ایک کا ویز بھی
 تھا۔ جو چھ برس پہلے کا تھا۔

وہ ایک ایک کر کے صفات بھی گئی۔ بہت
 سے مراک میں داخل اور خرچ کے وقت کی گئی
 ہر ایک اپنی تاریخوں کے ساتھ ہمیں۔ زیادہ تا ستر
 کرتا ہے کہ اسے معلوم تھا۔ لیکن یہ بات اتنی قابل
 حیرت تھی۔ وہ بڑے انٹری اور ایگزٹ کی مختلف
 تاریخیں دیکھ رہی تھی۔

سرحد کی سوت جس سال ہوئی تھی اس سال
 زیادہ تین سو تھوڑے گھنٹے کا تھا۔

وہ دیکھتے تھے پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ اس نے
 ملہریپ پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کی زیادہ کا
 پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کی ضرورت ی
 تھیں پڑی تھی نہ کسی زیادہ نے اس کے سامنے
 پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کا تھا۔

وہ دن اور رات سے لاکھ لکھنے کی آواز آتی تو وہ
 چلی۔ پھر تھوڑے سے پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ جلدی
 طاری لاکھ لکھنے کی آواز آتی تھی۔ ایک ہزار دو سو سے
 لاکھ لاکھ لکھنے کے سامنے آگزی ہوئی اور جو بھی
 ہوا میں میں برقی ٹھیکرے گئی۔ بدلت سکرانے کی
 کڑھ کی گئی لیکن چھ سے پہلے انٹری تھیں کہ نہیں ہو رہی
 تھی۔

"اسلام علیکم۔" وہ بڑا شان بڑا شان لکھے میں کہتا
 اور دھڑل ہوا اس کے کھڑے پہ لپ باپ بیک

اسٹریپ سے لاکھا تھا۔ پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ وہ اسے
 دیکھ کے کہہ رہی تھی سکرانی۔
 کیا ہوا لاہور بڑا شان لکھے رہی ہو۔" وہ بڑا شان
 کو دیکھتا آگے بڑھ گیا۔
 وہ آگے میں اپنا کھس دیکھنے لگی۔ بڑا شان
 تک ہاتھ میں تھا۔

(بڑا شان اس کی کا پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کے دیکھنا
 ایک غیر اعلیٰ حرکت ہے۔ پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ اس کے
 دل نے خاموش لکھ۔
 (شاید تھوڑے گھنٹے کو لکھ رہی ہو۔ بڑا شان
 عورت لکھ تھوڑے گھنٹے کو لکھ رہی ہو۔)
 لیکن دماغ نے سرگرمی کی۔ (وہ دن زیادہ سے
 جب تم نے کیف کے کار سے نکلنے کے بعد اس کا
 وارنٹ لکھا تھا؟) دل نے تب بھی خاموش کیا تھا اور تم
 نے تب بھی درست کیا تھا۔
 (اوہ کیف۔) اس کے دل نے تھک کے تھکے
 ہاتھ جوڑے۔ (تم نے میرے احتیاط کو
 damage (توڑ) کر دیا ہے۔) شہاب کی پٹی
 بھی احتیاط نہیں کر سکی تھی۔)

(وہ اسے نہیں کیا کرتی تھی۔) اوٹن میں کسی ملازم
 پہ قہقہہ ہوتا تھا۔ وہ بڑا شان لکھے۔ تو وہ اس کی
 جاسوسی نہیں کر داتی تھی۔ پھر پچھلے اس کے پاس
 میں آگزی تھیں نہیں کرتی تھی۔ وہ اس کو اپنے آگزی شہاب
 ہوا کے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے بات کرتی
 تھی۔ پھر اس کو پچھلے پچھلے کے اس کی عمل انکوائری
 کرتی تھی۔ اگر وہ سنا یا نہ ت۔ ہوا تو کام پہ رہیں آگزی
 تھا۔ لیکن تو اس کو توڑی سے برخواست کر دیا جاتا
 تھا۔ اس سے پہلے پچھلے نہیں کیے جاتے تھے۔
 لیکن اس ایک شخص نے احتیاط لیا تو وہ تھا کہ
 سب کچھ بدل گیا تھا۔

"انتہیل میں شادی؟ وہ بھی نہیں دن
 بعد؟" وہ چھٹا تھا ہے بھی۔" زیادہ کا ہتھے ہی سوڈ ایک
 دم آف ہوا۔

"مہادی ہے میرا۔ مجھے جانا ہی ہوگا۔"
 وہ بڑا شان لکھے۔ پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ وہ اس کے
 دیکھ کے کہہ رہی تھی سکرانی۔
 کیا ہوا لاہور بڑا شان لکھے رہی ہو۔" وہ بڑا شان
 کو دیکھتا آگے بڑھ گیا۔
 وہ آگے میں اپنا کھس دیکھنے لگی۔ بڑا شان
 تک ہاتھ میں تھا۔

(بڑا شان اس کی کا پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کے دیکھنا
 ایک غیر اعلیٰ حرکت ہے۔ پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے۔ اس کے
 دل نے خاموش لکھ۔
 (شاید تھوڑے گھنٹے کو لکھ رہی ہو۔ بڑا شان
 عورت لکھ تھوڑے گھنٹے کو لکھ رہی ہو۔)
 لیکن دماغ نے سرگرمی کی۔ (وہ دن زیادہ سے
 جب تم نے کیف کے کار سے نکلنے کے بعد اس کا
 وارنٹ لکھا تھا؟) دل نے تب بھی خاموش کیا تھا اور تم
 نے تب بھی درست کیا تھا۔
 (اوہ کیف۔) اس کے دل نے تھک کے تھکے
 ہاتھ جوڑے۔ (تم نے میرے احتیاط کو
 damage (توڑ) کر دیا ہے۔) شہاب کی پٹی
 بھی احتیاط نہیں کر سکی تھی۔)

(وہ اسے نہیں کیا کرتی تھی۔) اوٹن میں کسی ملازم
 پہ قہقہہ ہوتا تھا۔ وہ بڑا شان لکھے۔ تو وہ اس کی
 جاسوسی نہیں کر داتی تھی۔ پھر پچھلے اس کے پاس
 میں آگزی تھیں نہیں کرتی تھی۔ وہ اس کو اپنے آگزی شہاب
 ہوا کے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے بات کرتی
 تھی۔ پھر اس کو پچھلے پچھلے کے اس کی عمل انکوائری
 کرتی تھی۔ اگر وہ سنا یا نہ ت۔ ہوا تو کام پہ رہیں آگزی
 تھا۔ لیکن تو اس کو توڑی سے برخواست کر دیا جاتا
 تھا۔ اس سے پہلے پچھلے نہیں کیے جاتے تھے۔
 لیکن اس ایک شخص نے احتیاط لیا تو وہ تھا کہ
 سب کچھ بدل گیا تھا۔

"انتہیل میں شادی؟ وہ بھی نہیں دن
 بعد؟" وہ چھٹا تھا ہے بھی۔" زیادہ کا ہتھے ہی سوڈ ایک
 دم آف ہوا۔

دے گا اور وہ مطمئن ہو جائے گی۔ نہیں اسے
 ناسوشی سے انتظار کرنا چاہیے۔
 "آپ کبھی اپنی تو کر لیں۔" اس نے سرخ
 لٹاؤ بیٹ سے کئی سطر ملے اس کی ڈی ایس کی
 طرف بڑھائی۔ زیادہ نے اسے نہیں جھوڑا۔ وہ اس کی
 پاس کے بھروسے چال کر لٹا ہوا اس کا ذہن
 جیسے برٹ چکا تھا۔

"آپ جانتے ہیں کبھی فریال کا کتا شوق
 ہے۔ اس پہانے ہم احتیال کی کر لیں گے۔"
 "میرے ملی حالات ایسے ہیں کہ میں ہر
 جیسے جیسے ایک احتیال کر رہا ہوں۔ اس کے پاس
 ایک مالہریپ ہے۔ وہ کے آگے ہیں۔ ہر ایک نا
 انٹری کر رہا ہے۔" وہ نا انٹری سے بڑا شان لکھے۔
 کے اسے دیکھنے کی پاس کے پانچ سو پانچ سو تھوڑے گھنٹے کے سامنے
 وہ ہر ایک دو مالہریپ کے دوسرے ملک جاتا تھا۔ وہ
 انورڈ کر سکتا تھا۔ پھر ایسے کیوں لکھتا تھا؟
 "ہماری لکھ نہیں ہے۔ زیادہ اور اب میں اس کی
 پاس کی چک رہوں۔"
 "اس کی چک پہ ہوتی تو وہ پہلے بتاتا۔ ہے
 تھوڑے گھنٹے کی خاص پڑا تھا۔ ہے۔ وہ ایک دم سنا
 ہوا۔"

"وہ مجھے کیا اور کتا تھا ہے۔ یہ ہم نہیں بھائی کا
 معاملہ ہے۔ آپ کو اس کے بارے میں ایسے بات
 نہیں کرنی چاہیے۔" اس نے چالوں کی چلیک
 پر سے کھسکاری اس کا چہرہ کی کھسکا تھا۔
 ہنسی مومن قسم ہو چکا تھا اور جلدی لکھی شروع
 ہو چکی تھی۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے یوں نہیں کہنا چاہیے
 تھا۔" وہ جیسا پڑا۔ "چرا؟ ہوں کہ میں نے بھائی کو
 سنا کر لیا ہے۔ یہاں ایسی ہو کر نہیں چھوڑی ہو
 اس لیے۔"

"میں زیادہ دن بھر نہیں ہوں گی۔ ڈونٹ
 رو۔" اس نے اس اٹھارہ میں بیٹھ دیا اور قہقہہ
 کی اور سرخ ساں زیادہ سے بیٹھ پہ انٹری لکھے

"انتہیل میں شادی؟ وہ بھی نہیں دن
 بعد؟" وہ چھٹا تھا ہے بھی۔" زیادہ کا ہتھے ہی سوڈ ایک
 دم آف ہوا۔

ٹھیک ڈائی بھنگی۔ ماس چاولوں پر منتقل ہوگئی۔ وہ بھی آنکھوں سے اب بچہ چلا رہی تھی اور وہ چرنگ کے اندر دیکھ رہا تھا۔

”وہی کروں گی جو ہمیشہ سے کرتی آئی ہوں۔“ ملا نے بچہ نہ میں رکھنے سے پہلے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

”کام۔“ ”وہ روئے کو بولی۔

”یاد سلطان کے چہرے پہ سایہ سا گرنا۔

”کدو سے ڈھیلے ہوئے۔“

”کام لا سنا۔“ ”تھوگ لگا۔

”تم ایک کیرترو میں نہیں تو یاد۔“ وہ بچن کا

مخت سے اپنا کیرترو نکالا تھا۔ کیرترو نے مجھ سے اونٹ

لیا ہے۔ میرا کیرترو کھانا کی پیادری کے کرنا اور

پھر شاہی کی مصروفیت میں میں اپنے کام پر بھیاں

تھیں دے گئی تھیں اب مجھے دابہ اپنی اصل

ڈائریکشن میں جانا ہے۔ مجھے اپنا کیرترو پھر سے غیر

کرنا ہے۔“

”تم جاب کرنا چاہتی ہو؟“ اس نے جب سے

پانی گاں میں لایا۔

”جواب دانا اشارت اب۔ میں کچھ بھی

کرے کو چاہتا ہوں۔“

”یاد نے پانی کا گھونٹ پھر پھر کھانا مارا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ تم جو چاہو کر سکتی ہو۔

لیکن۔“ اس نے سب کو سرسری بتایا۔ جیسے الفاظ

مٹا کر گئے ہوں۔

”تم ایک خارجی ہو۔ سعودی نہیں۔ تمہارا

اچھڑ پھر پوری پانی کا ہے اس پر تم جاب نہیں

کر سکتیں۔“ یاد نے وہ دہلور ایک خارجی (فارز)

کے کم شرواں میں کر سکتیں۔“

”ملا نے جواب نہیں دیا۔ وہ اسے دیکھتی توجہ

سے نہ رہی تھی۔

”ایک نادری کا کاروبار شروع کرنے کے

لیے SAGIA کا لائسنس چاہیے ہوتا ہے جس کی رجسٹریشن بہت مشکل ہے۔ بہت مشکل۔“ ”پانی بات دہرائی۔“ ”اب وہ پھر عرض کر رہا تھا۔

”پھر خارجی کی جابیں بڑی کیسے کرتے ہیں؟“ ”وہ کی سعودی کو اپنا پارٹر بناتے تھے اور اس کے نام پر کچھ رجسٹر کرتے تھے۔ وہ ان کا ٹھکانا ہوتا

ہے۔ ایک پاکستان سے ابھی ابھی آئی لڑکی کی کتلت کوئی سعودی نہیں کرے گا اور اگر کرے گی تو

وہ کچھ اس کی ہونی۔“ ”پیر تم لگاؤ کی اور وہ خوب

چاہے تھیں اس کھانی سے نکال دے۔“ ”اس کی بھوک دابہ

اپنی بات کا حق حاصل ہے۔“ ”اس کی بھوک دابہ

آئی تھی۔ اب وہ کیرترو چاول شوق سے کھا رہا تھا۔

”آئی ایم سوری عثمان۔ میری جاب کی چیز

سے تمہیں یہاں سہیل ہونا پڑ رہا ہے۔“ ”مکمل ہے پھر

رہو۔ میں نہیں اتنا اچھا لائف اسٹائل دوں گا کہ۔“

”آپ سوری ہیں کہ رہے ہیں؟“ وہ بھی

دابہ میں کچھ نہیں توڑنے لگی۔ زیادہ سے چڑا دیا کے

اسے دیکھا۔

”کیونکہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ تم یہاں کام

نہیں کر سکتیں۔“

”آپ نے مجھے دو مسئلے بتائے ہیں زیادہ۔ وہ

زنی سے مسکرائی۔“ ”میں اس اتارے پہ جاب نہیں

کر سکتی۔“ ”تمہی اتارے پھر کھانا کھانا اور میں اپنی کچھ

خود نہیں بنا سکتی۔ یعنی مجھے ایک ٹیلی ویژن نا ہے

اور اب تک آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ کھانا نہیں

بیکش کوئی مل نکال سکتی ہے۔“

”یاد سلطان کی بھوک دوسری دفعہ مری

گئی۔ چاولوں کا ڈاکھ صبح کو کھانا کھایا۔ وہ بے دلی

سے پانی گھاس میں اڑھیلے گا۔

☆ ☆ ☆

کیف کے مرکزی ہال کا سحر آج قدرے

خفک تھا۔ ایک کونے میں درگزار اور ٹیبلٹیں اکٹھا

بچاؤ میں مصروف تھے۔ ابھی سڑکی۔ تاریں۔ سٹپ

سب۔ پیٹ کا سامان۔ سب کچھ ایک ساتھ ہی ہوتا

بھائی سے رہا تھا۔ ریٹرویشن کے باعث اس کونے پر موجود ایک بنادے گئے تھے اور ان کو ہال کے دیگر کونوں میں لٹک کر رکھا تھا جس سے جگہ تنگ اور

بائوٹن کار ہو گئی تھی۔ چشم کا ایک بھی زد میں آ گیا

قال۔ اس کو لفٹ کے قریب جگہ تھی۔ اب وہ ماہر

سے اس سے کافی دور ہو گئی تھی۔ اس کی سیٹ کے

تیرہ ایک کڑی کا رینڈ تھا جو اوپر سے باہر کے

ایٹلی ٹرا پیڈنگ روم میں جاتا تھا۔ اپنے آگے کے

تیرہ تیرہ کے باعث وہ اوپر بیٹھے۔ پھر تھا۔ جسم کو

بار بار پڑھنا چڑھ کے اوپر جانا پڑتا کیونکہ ایٹلی

پدم اسی طور کی ایٹلیٹیشن تھا۔ وہاں لفٹ نہیں جاتی

تھی اور اس ورنڈ نے اسے سخت کسیدہ خاطر کر رکھا

تھا۔ جس وقت چل لفٹ سے باہر نکلا۔ چشم بہت

بڑے ہوش میں تھی۔

”مجھے اپنا جیب خرچ پورا چاہیے۔“ اس نے

کڑی کھینچے ہوئے بنام اسلام کے کہا۔ چشم نے چہرہ اٹھا

سکا۔ وہ دھڑکی سے مسکرایا۔

”اب رہے میرے ایک جرم کی یاد دہانی میں

اسے اکٹھا کرنا تھا۔“ وضاحت دلی۔

”اور تم اسی آرام سے جیب خرچ پڑو ہاے سے

کھانا کر رہے تھے۔“ اس نے ڈینک کیلینڈر کو

دیکھا۔ ”اور ابھی میں نے کا دوسرا ہندو بھی شروع نہیں

کیا۔“

”میرے خرچے بڑھ گئے ہیں۔“ وہ اسی

دھڑکی سے مسکراتا رہا۔ ”تمہی نے ٹینک کے پیچھے سے

جنگل گھروں سے اسے گھورا جو ٹانگ پہ ٹانگ

ہمارے بیچ لایا ہوا مالگ رہا تھا۔

”اب رہے نے منع کیا ہے۔ میں کچھ نہیں

کر سکتی۔“ اس کا لگا روڈک اور مصاحبت تھا۔

”پھر چلے کر دن موڈ کے اطراف پہ طائرانہ

نگاہ اٹھائی۔

”پارٹ کا پانی اندر آ گیا تھا۔ دھار شرب ہوگئی تھی۔ چھوڑی ہے۔“

”ہوں۔ معلوم نہیں کی کچھ لکھ لکھ کر اس آفس کو ذرا جان کیا تھا۔ اس نے کھڑے بنگارا

بھرا۔

”ہم نہیں کیا تھا۔ مجھے یہ کچھ ایسے ہی ملی

تھی۔ اب میں کام کر رہی۔“ ”جگہ کے جواب دیا اور

اسکرین کی طرف متوجہ ہوئی۔

”یعنی مجھے خود ہی کچھ کرنا ہوگا۔“ اس نے

انہوں سے کبری سانس خارج کی۔ چشم نے اچھے

سے اسے دیکھا۔

”تم کیا کرو گے؟“

”جواب دینا۔“ ”اس نے اٹھا اور سر کے کھیل پہ

دھک دلی۔

”اس کی ٹیبلٹیں دیکھیں۔“ ”ایڈیٹریز ایک دور فر

زمین سے چشم نے۔“ ”اس کی ٹیبلٹیں دیکھیں۔“ ”ایڈیٹریز ایک دور فر

لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”مگر وہ اپنے لانا کی کڑی کی ترقی پر بھی خرچ

کر لیا کرو۔“ اس نے پیچھے سے کھانا۔ پیرل پینے

ہوئے سر جھٹکا لفٹ میں قدم رکھا۔ ساتھ ہی

اس نے سواں نکالا اور اس کی طرف پلٹا۔ وہ گھر

سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے مسکرائے ایک آنکھ

بند کر کے۔

”کھانا نہیں۔“ ”پیرل فریڈ کی ٹھریں موہاں

اسکرین پہ چمکی تھیں۔ جہاں کھانا کا پائینٹ

اٹھا کر اس کا ڈنٹ نکالا تھا۔ یہ وہی اکاؤنٹ تھا جس

پہ اس دنوں کی لاکھوں بات ہوئی تھی اور اس کی

پاداش میں وہ اپنے آدھے جیب خرچ سے کیا تھا۔

اس نے فالو کا ٹین دیا۔ کیونکہ وہان

ہوئی۔ پھر شے نے سر کے سواں جیب میں ڈالا۔

”جہ میں دایہ اڈیشن میں اس وقت خاموشی

تھی۔ شام کا وقت تھا اور زیادہ سے نہیں دیکھوں

کے دوران اس کے ہونڈ کی بات نہیں ہوئی تھی۔“

اللہ محنت کہاں لیاں تو جس جن کو وہ بڑے فاضل پارہ
 تھی۔ کیا کرے؟ کہاں جائے؟
 وہ اپنی بیٹی اور لڑائی کی جانب بڑھے کہوٹ
 بدل لے۔ وہ نہ ہنس سکی تھی۔ وہ بے چین تھی۔ عادت
 موہاں اٹھایا اور دھڑکیاں دھڑکیاں دھڑکیاں دھڑکیاں
 اس کی رنجش کو قبول کر لی تھی۔

اور اوتھ لو کہ ہم میں لڑائی کے سامنے پرواہ نہیں
ہم نے بھی کسی کو اپنی جانی کے دووں ہزار آسان
کی طرف بلے کے نوہا میں لگا کر اس میں ہلوے جگا
رہی کہ چھ دووں ہزار جو اسی سمت جگ رہے
تھے۔ چروہے سے تو تمہارا اور کیا ہو کر میت
کے کنارے پہنچی کی کوئی بھی گھبراہٹ
رہا تو سب کی ہولناکی ہوئی۔ کھڑی سانس جی اور
ساتھ کو سواں اٹھانے مگر نہ کیجے کہ اس کے
انچھٹے سے اٹھانے

03:09 AM
 محکمہ نگرانیت میں اس نے اچھے سے وقت
 نکال دیا اور اب وہ قورنی کی سڑک پر وہاں
 بھی وہ خواب سے جاگنے والی تھی۔
 وہ تین سو گھر کے لئے کمرے سے سانس لیتی
 رہی۔ اب ہر طرف خاموشی تھی۔
 وہ کمرے کے لیے خبر سو رہا تھا۔ شاید پوری
 اہمیت لگاتار سو رہی کہ اس کی خبر ہوئے میں بھی
 اس کو سو گھر کے لئے کمرے سے سانس لیتی
 رہی۔

[illegible][illegible]

ری کی اور اس کو میری مدد چاہیے۔ اگر تم اس بارے میں مزید جانتا چاہتے ہو تو ہم صبح شام عرب ہونے کے بعد بات کر سکتے ہیں۔

موناہل رکھ کے اس نے ایشیا کو اشارہ کیا۔ مسکراہٹ لہرائے۔ یہاں پر اس نے کہا کہ ایشیا کی طرف سے جب تک وہ اس کا قبضہ نہ کر لیا اس کے فون پر جیک کا منہج آچکا تھا۔

اس کا ہاتھ جب شام کے کاؤنٹ میں جھک کر دیا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

سر پارک پولیس اسٹیشن ایسا ہی تھا جیسا کوئی سرکاری دفتر ہوتا ہے۔ میزوں پر بصرے کاغذ۔ ٹائپنگ کی آواز۔ اسے ایک پتھر پر دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہدایت دے آئمرز۔

میں بال کے ساتھ ایک ڈور کو کھول کے اندر داخل ہوا تو چیکر کا چہرہ دکھائی دیا۔ پولیس میں سرچٹ دہانے والا نظر سے اسے سارے قہار سے آگے دیکھ کے سرکار کے کمرہ اہوا۔

”خوش خبری ہے کہ تم تمہارے ایک قہار کاہر کے قریب آگے آئے ہیں۔“

باہر سے یہ بات سنیجی کے تھی۔ کوٹ کاٹن کھولتے ہوئے بیٹھا اور ہانگ پر ہانگ بھائی۔ وہ آفس جانے کے لیے چار لک رہا تھا۔ سوٹ میں لیوٹننٹ جیل سے منے بال۔

”تم چند برس پہلے ہلال اور ہریل کے ساتھ چھپائیاں گزارنے استیصال آئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم لوگ لندن میں رہتے تھے۔ تم تمہارے افراد آئے تھے لیکن وہاں کی چار تھے۔ تمہارے ساتھ ایک عورت بھی یہاں سے تھی جس کو تم نے ہلال کی بجائے کے طور پر اپنا رکھا تھا۔“

وہ خاموشی سے منے کیا۔

”میں نے پولیس ڈیٹا میں کے ذریعے اس عورت کی تصویلات معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ تمہارے ساتھ لندن کی تھی۔ لیکن انہیں پھر مشرقی کے

میں انہیں جہ کے کچھ نہیں کرتا۔“

اس نے کہا کہ میرا ریسٹوران اس نے لیا تاکہ صاحب نے لے لیا کیا تھا۔ کیا واقعی؟“ وہ

”میں نے بول رہی تھی۔“

”آپ مالک کیسے جانتی ہیں؟“

”آپ ان کے ساتھ بہت پہلے میرے ریسٹوران آئے تھے۔“

”اچھا؟“ وہ حیران ہوا۔ اسے یاد نہیں تھا۔

”مجھے آپ کو پہچانتے ہیں بہت دور کی۔“

”ہوں۔ آپ کو پہچان کرنے میں دیر ہی کی ہے۔“

لیکن وہ سننے پھر کہہ رہی تھی۔

”مالک صاحب سے میں کی برس پہلے ملی تھی۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ میں ان کا پورا نام نہیں جانتی تھی۔ لیکن جب میں اور آپ بولیں میں نے تھے۔ تب وہاں مجھے مالک صاحب نے ہی کال کر کے رک کے بھیج کی۔“

”یعنی کر آپ کا manipulative اور جھوٹا بھائی کون ہے۔“

”آپ۔ یہ الفاظ میرے کانوں میں خوب صورت موسیقی کی طرح گونج رہے ہیں۔“ وہ ہنسا۔

”مالک صاحب کی کال کے باوجود میں ان کو پہچان نہیں کی۔ مالک ایک کامن نام ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہی مالک صاحب ہوں گے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ میں وہی کشادہ ہوں۔ پھر بھی وہ خود سانس نہیں آئے۔ آپ کو بھیج دیا۔ کیوں؟“

”مالک کا دماغ کیسے کام کرتا ہے، ابھی سائینس دان اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی اسطری سانس آئے گی میں آپ کا اطلاع کروں گا۔“

”ہریل؟“ اس کی آواز میں برہمی اور آئی۔

”تمام تمام۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ پھر غصہ کی کھاتے ہوئے سوچنے لگا۔

”مالک کا بی بیجیہ انسان ہے۔ وہ کوئی کام کیوں کرتا ہے؟ میں نہیں جانتا۔ باہر بھی نہیں

قدرت نے ہمیں اسی دنیا میں مالک کی صورت میں دے دی ہے۔“ وہ سرگ سکار سے کہی کہ پہلے آئے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہہ رہا تھا۔

”ہریل۔“ وہ دھکا ہوئی۔ ”میں سنجیدہ ہوں۔“

”آپ مالک کیسے جانتی ہیں؟“

”آپ ان کے ساتھ بہت پہلے میرے ریسٹوران آئے تھے۔“

”اچھا؟“ وہ حیران ہوا۔ اسے یاد نہیں تھا۔

”مجھے آپ کو پہچانتے ہیں بہت دور کی۔“

”ہوں۔ آپ کو پہچان کرنے میں دیر ہی کی ہے۔“

لیکن وہ سننے پھر کہہ رہی تھی۔

”مالک صاحب سے میں کی برس پہلے ملی تھی۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ میں ان کا پورا نام نہیں جانتی تھی۔ لیکن جب میں اور آپ بولیں میں نے تھے۔ تب وہاں مجھے مالک صاحب نے ہی کال کر کے رک کے بھیج کی۔“

”یعنی کر آپ کا manipulative اور جھوٹا بھائی کون ہے۔“

”آپ۔ یہ الفاظ میرے کانوں میں خوب صورت موسیقی کی طرح گونج رہے ہیں۔“ وہ ہنسا۔

”مالک صاحب کی کال کے باوجود میں ان کو پہچان نہیں کی۔ مالک ایک کامن نام ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہی مالک صاحب ہوں گے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ میں وہی کشادہ ہوں۔ پھر بھی وہ خود سانس نہیں آئے۔ آپ کو بھیج دیا۔ کیوں؟“

”مالک کا دماغ کیسے کام کرتا ہے، ابھی سائینس دان اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی اسطری سانس آئے گی میں آپ کا اطلاع کروں گا۔“

”ہریل؟“ اس کی آواز میں برہمی اور آئی۔

”تمام تمام۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ پھر غصہ کی کھاتے ہوئے سوچنے لگا۔

”مالک کا بی بیجیہ انسان ہے۔ وہ کوئی کام کیوں کرتا ہے؟ میں نہیں جانتا۔ باہر بھی نہیں

”آج شام کا صبح شام عرب ہونے سے پہلے تم اپنے انہوں سے میرا بی بیجیہ بڑھاؤ گے۔“

”ماہر نے مزے لیں پھر اچھا لگا کے اسے جانے کا اشارہ کیا اور اسے مشرق کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”کھانے کے ذریعہ کی ذہنی لہجے کے حوالے کرنے کے بعد ہریل فریڈ بکری سے باہر نکل آیا۔ کچھ ابھی وہ پھر میں نہیں بول کی۔ سرگ سکار سے کہی کہ پہلے آئے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہہ رہا تھا۔

”ہریل۔“ وہ دھکا ہوئی۔ ”میں سنجیدہ ہوں۔“

”آپ مالک کیسے جانتی ہیں؟“

”آپ ان کے ساتھ بہت پہلے میرے ریسٹوران آئے تھے۔“

”اچھا؟“ وہ حیران ہوا۔ اسے یاد نہیں تھا۔

”مجھے آپ کو پہچانتے ہیں بہت دور کی۔“

”ہوں۔ آپ کو پہچان کرنے میں دیر ہی کی ہے۔“

لیکن وہ سننے پھر کہہ رہی تھی۔

”مالک صاحب سے میں کی برس پہلے ملی تھی۔ پھر وہ غائب ہو گئے۔ میں ان کا پورا نام نہیں جانتی تھی۔ لیکن جب میں اور آپ بولیں میں نے تھے۔ تب وہاں مجھے مالک صاحب نے ہی کال کر کے رک کے بھیج کی۔“

”یعنی کر آپ کا manipulative اور جھوٹا بھائی کون ہے۔“

”آپ۔ یہ الفاظ میرے کانوں میں خوب صورت موسیقی کی طرح گونج رہے ہیں۔“ وہ ہنسا۔

”مالک صاحب کی کال کے باوجود میں ان کو پہچان نہیں کی۔ مالک ایک کامن نام ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہی مالک صاحب ہوں گے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ میں وہی کشادہ ہوں۔ پھر بھی وہ خود سانس نہیں آئے۔ آپ کو بھیج دیا۔ کیوں؟“

”مالک کا دماغ کیسے کام کرتا ہے، ابھی سائینس دان اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی اسطری سانس آئے گی میں آپ کا اطلاع کروں گا۔“

”ہریل؟“ اس کی آواز میں برہمی اور آئی۔

”تمام تمام۔“ وہ سنجیدہ ہوا۔ پھر غصہ کی کھاتے ہوئے سوچنے لگا۔

”مالک کا بی بیجیہ انسان ہے۔ وہ کوئی کام کیوں کرتا ہے؟ میں نہیں جانتا۔ باہر بھی نہیں

دیکھنا تھا میں اس عورت کی معلومات تکل شدہ
 ہیں یعنی کوئی بھی اس کو اپنے کچھو کچھ نہیں جانتا
 کہ وہ آوارہ گریغری میں ہے۔
 ”خدا! اس نے لاشی کے شانے اپنا گئے۔
 پچھنے کے لئے سرکین کو اٹھ کر لے کے کہہ رہے
 ہیں۔“ وہ دیکھ کر چہرے پر مسکرائے۔
 ”خدا! یہ سب اپنے گئے کہ وہ بال کے ساتھ
 کوئی بھی تو ختم نہ اس کا دیکھنا کیوں تکل
 کرنا؟“ وہ روتے رہے دست کہہ کر اٹھا۔
 ”خدا! اسے اس واقعہ کرنے کے لیے بہت
 چیزیں دی گئی ہیں۔“
 وہ کھڑا ہو کر کوئی بھی حیرت سے خود اس کو
 سنبھال کر دیکھا کہ ”پچھنے کیوں اس کی انھیں نہ جانتے
 کی کوئی دلیل نہ تھا۔“ شاید وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ نہیں
 آ رہے کہ کہہ رہے تھے اس کو نقصان پہنچا نہیں گئے

[illegible][illegible]

ہوں۔ چیکرنے نے رسیبہ اور دایمہ رکھ لی تھی اس کے
 اعزاز میں جو کچھ کرنا وہ چاہتا تھا۔
 وہاں سے دایمہ کا جہاز اگلے ہی دن صبح ساڑھے پانچ بجے
 کے لیے چیکرنے نے رسیبہ اور دایمہ رکھ کر اور انھوں کی
 چٹائیاں بچھ کر اسے دیکھنے کا جہاز پر روانہ کر کے
 طرف چلا ہوا تھا۔
 "ہم نے اس کی اطلاع دی تھی۔"
 باہر چوکت سے چلا۔ سوائے اعزاز میں ابھر
 اٹھا۔
 "اس خاتون کے بارے میں تمہارا دوست
 ہوں۔ لیکن یہاں میں نہیں کوسا ہوں۔ یہ آخری
 واقعہ عجیب ہے۔ تم نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے کیا ہے
 "اس کے اعزاز میں تمہاری۔"
 "ہم نے سنا ہے۔"
 "کوسا ہے۔" وہ دھڑکی سے سر ہلا کر کہتی
 درخواست ہے کہ آپ اگلے بھرت میں اس کو
 گردن کر دیں۔ اس کا شرف تک آخری ہے دایمہ نے
 آپا سے ایک اس کو گردن کر لیا۔
 "فیک میں اس کو گردن کر دیں۔ اس کو گردن کر لیں۔"
 فیس بول کی تو میں اس کو گردن کر لیں۔ اس کو گردن کر لیں۔
 ایک ایک قسط پر زور دے کر اس کو گردن کر لیں۔ اس کو گردن کر لیں۔
 تھیں۔
 "میرے ہاتھ کی تھکی ہوئی پس کی حالت دیکھ کر
 ہوئی تاکہ اس کو دایمہ اس کے اعزاز میں نہ کھائیں۔"
 "میں اس کی حفاظت کر رہی ہوں۔ تم جانتا کام
 کر رہے۔ میں اپنا کام کر رہی ہوں۔"
 اس نے فیک میں اس کو گردن کر لیا۔ اس کو گردن کر لیا۔
 "چیکرنے نے فیک میں رسیبہ کو دیکھا۔ اس کی جگہ
 فی اور کھڑا تھا۔
 اگلے بھرت کے آنے میں ابھی دو دن
 باقی تھے۔

بڑے حواں تارک حسیں اور ہر طرف چالے تھے
گرد و غبار قدم قدم چلتے چلے جا رہی تھی۔
اسے کھائی آس لے لیں چہ تھہر رکھا۔ پھر
چکی۔ بڑے حواں کے احاطہ چہ بے ایک ہال کر
خدا دہاں کوئی کھڑا کھڑا کھڑا لے
کھائی میں ہونے کے سن۔
"ہاں" اس کی آنکھیں خوش سے پھیلیں۔

تقین نجات کے آٹھ منٹ۔

یاد رہے کہ جس نے سارے میں روشنی سمجھ کر رکھی
میں فقط نور نوروں میں ہونے لگا۔ اس نے
اپنے نور کی سے اس میں کوئی کیا سمجھ کر رکھی کی کمال

”آپ کو یقین ہے کہ اس نے اسے چھپا رکھا ہے؟“ وہ احتیاطاً ماموں کے بغیر دروازے پر بار بار ایک نظر ڈال رہا تھا۔

”مجھے یقین ہے۔“

کرے سے مجرا جی لوں تک لے جاتے ہوئے چھک پڑا۔ وہ چونک کے بارون کو دیکھنے لگا۔

”کیا مخالف میرا پاس ہے۔“ اس نے غصہ سے کہا۔

”نہیں۔“ مخالف کے والد میرے نکیل ہیں۔ ال غر شکی سے تارے برسوں پرانے تعلقات ہیں۔ آپ کو کوئی کمی کام ہو تو مجھے بلا جھجک کیجئے گا۔“

”لائے۔ بے اختیار اسے دیکھا۔ اس کے لبوں تک چھٹاٹھ آئے۔ (محبوب کی شادی کے لیے چلی؟) لیکن۔“

”جنگ پیر میں نہیں خیال مجھے کوئی ایسا کام ہوگا۔“ یہ تو اسی ممکن سرگرمی کے ساتھ دوبارہ برسرِ کار طرف توجہ ہو گیا۔ اس کے الفاظ سن کر دم توڑ گئے۔

”راہنہ تیار ہی کر آپ کے رستوران پہ ایک دفعہ نہیں آئی گی؟“ بارون نے بات دہریں سے شروع کی۔ اس کے اظہار میں شہداء کے لیے بہت عزت اور محرم ہونے کا احساس تھا۔

”اور میں نے کہا تھا کہ بھاگ بیٹے ہیں۔“ راہنہ غصہ سے دیکھ رہی تھی۔ ”میں مسئلوں کے حل نکال لیتی ہوں۔“ سادگی سے سرگرمی کے پس انداز سا کہا۔

”لیکن اس نے کہا کہ میں اپنی فائیت کو چھوڑا۔“ وہ وقت کے لیے ہم دونوں رستوران سے غائب ہو گئے۔ لیکن پھر لاوا دہریں کی۔ پریس اسٹیشن اور اس نے اپنا بیان ریکارڈ کر دیا اور پھر اس نے کئی میٹروں سے گزری۔ لاوا ایک دفعہ کی کوئی بنا کر اس کو گریک پکائی ہے۔ ”راہنہ سناٹوں سے کھڑی ہے۔“ یہ ایک دھوکا تھا۔ ہونے لگا اس نے

تیز رفتاری سے ہائی وے گاڑی کا گلاس اور صفائی کیا۔ ”راہنہ خود ہی کام سے مگن ہے۔“ شاعری کی آواز کو بے لکڑی سے فرمت ملے تو۔ ”بارون نے

معنوی افسوس سے راہنہ کو دیکھا۔ وہ اس کی بات نہ کرتی تھی۔ ”ہائیں ہیں۔“ اس سب سے۔ ”وہ نہیں اب

کے پہلے بارون اور پھر لاوا کو دیکھا تھا۔ کچھ عرصے تک وہ رک گیا اور دوبارہ بھاگنے کی طرف سر ہٹا دیا۔

البتہ اس کے چہرے پر واضح پائندگی کی گئی۔ ”ملا بھائی؟“ بارون اور راہنہ انھ کے لیے ٹھیک ایک جگہ تھے تو زیادہ سے ایک دم چلنے والے اعداد میں وہ چلا۔ وہ نا بھی سے اسے دیکھنے لگی۔

”تھرا ناام کشمال ہے۔“ چلی ایک انجینی کو جھپٹ کر گھر سے گھر پکارا جا چکے۔

اس کی آنکھوں میں اوجھلا اوجھلا جیسے اسے سمجھ میں ہی نہ آیا ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

”راہنہ مجھے بالائیں ہے تو ان کو کوئی لگا ہوگا۔“ یہ بھی نہیں پتا تھا۔

”میں نے بھی نہیں مالا نہیں کہا۔ میں تمہارا پورا نام لیتا ہوں۔“ مجھے ویسے بھی یہ تک علم نہیں پڑا۔

”زیادہ سے چہرے پہ دہلی والی ہی رہی تھی۔“ مجھے سب مالا کہتے ہیں۔ بخت لی اور سلیم

تک۔ اس کے اوپر زیادہ۔“ وہ قدر سے حیرت سے اس کا ہونٹا موڑ کر دیکھ رہی تھی۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

”راہنہ! تم میرے لیے بہت خاص ہو۔“ اس نے اس کا پاس جگ ہو رہا ہو۔

جی معید کے چہرے پر ایک دم معذرت خواہانہ سا چڑھا ہوا۔
 ”میرا مطلب نہیں فرمنا کرنا نہیں تھا۔ م سب سے مجھے کچھ بھول گئے ہیں۔“
 ”میں نے میرے بھوت جلد میرے سامنے آگئے۔“
 ”خیر میں انکا ہر کچھ نہیں جانتا مگر ہے ہو۔“
 میرا باب امیر قبا کھن میں ہم امیر ہوتے تھے ایک کھنڈی سا کھنڈی میں وہی ہوں تھے میں نے نہیں اور۔۔۔ (تھوک لگا) کالا کو بتایا تھا ایک اسٹریٹ کی انٹر پرائز پر بھی اس ایک فاسٹ کے لیے۔۔۔ سرگودھا کے ڈال کی طرف اشارہ کیا۔ میں کتا خوار ہوا ہوں تم اعزاء نہیں کرتے۔“

”میں نے ایک نظر اس ڈال کو دیکھا۔“
 ”کیا تم کا صاحب ہو جائے گا؟“
 ”ہاں، ثبات میں رہا۔“
 ”ہاں، گینگ میں انسانوں کے معاملے میں اچھا ہوں۔“
 ”میں نے یہ کہہ کر انکھوں میں پھینکا اور ہر۔“
 ”تم بتاؤ، اسٹریٹ میں کیا ٹریفک کر رہا ہے؟“
 ”وہ ایک لگے گا، مگر اس کی طرف گھمانے کے لیے گھومنا پڑے گا۔“
 ”مگر یہ تو میری کھن کے لیے میری ڈر کے بارے میں دیکھا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“
 ”میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔“

”ایک کتاب ہے۔“
 ”مسلم دنیا میں مذہبی کتابوں پہ جتنے
 واؤ آرٹ روک کر لیا اور مکمل پابندی رکھتا ہے
 اس لیے ہم یہ ایک سے نہیں جانتے کہ یہ کون سا
 کتاب کا ہے۔ اس سے پہلے بہت سے شراکتیں
 بھل گئے ہیں۔ لیکن ہاتھوں میں ڈیڑھ انچ
 نہیں ملے۔“ آخر میں قدرے دباؤ سے کہنے
 لگا۔
 ”تم جانتے کہ کتنی قسمیں تم نے لیا۔“ باہر نے
 خاموشی اس کی بات کے اگلے کے اور انہیں اس
 سرخ ڈال کے ساتھ دیکھا۔ ہاں کہ کاندھوں کے
 کونے ڈال کے لیے آگے اور اب وہ ہوا سے اڑ
 نہیں تھکتے۔
 ”جی ہاں، اب کی جیسے بکری ہوں؟“ وہ
 بیک کے پیچھے سے سرکائی۔
 ”بیکر ہیٹ۔“ وہ دوبارہ اپنے کپڑوں
 اسکرین کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ جسم کے ماتھے پہ
 سونچیں بھریں۔
 ”میں جیسٹ ہوں باہر سے۔ اسے ٹویل
 مرے تک آپ کے پاس کوئی بکری نہیں بھری۔“
 ”بھریہ جیسٹ کی۔“ وہ اب جھٹاپ کر رہا
 تھا۔
 ”اچھا؟ کیا کوئی تم کو؟“ وہ چہرہ کی سے
 اس کو دیکھ رہی تھی۔
 ”جپ کرتے ہوئے وہ دم سا سرکایا۔ جیسے
 لے کر آئی اور اس نے میں ہاتھ پکڑا۔
 ”وہ صرف کام نہیں بلکہ میرے دوستوں اور
 دشمنوں کی نظر رکھ رہی تھی۔“
 ”تم نے ہونے کے ہاک کوڑی اور ملک
 ملک کرتی ہو وہاں کے باہر چلی گئی۔
 ☆ ☆ ☆
 چلی رتھ ڈسٹو۔
 وہ کوئی نمبر سے بڑا ہے جا کی۔ دل بڑی
 طرح جھک رہا تھا۔ وہ نہ جانتے خواب میں کیا دیکھ

رہی تھی۔ سانپ۔ بچو۔ من کی آواز پہ من بھول
 گئی۔ سینے پہ ہاتھ رکھے بے اختیار الارم بجناک کو
 دیکھا۔
 03:07 AM
 تین بج کر سات منٹ۔
 کی میکانیکی عمل کے تحت اس نے موبائل اٹھایا
 اور ڈسٹیکول کے آن کی تاریخ کے ساتھ وقت تحریر
 کیا۔
 پھر گردن موڑنے کے دیکھا۔ زیادہ کمرٹ بے
 مہر کی نیند سو رہا تھا۔ مٹی وہ دات میں جا کر تھا۔ مٹی
 نہیں۔ وہ ہر دوسرے میاں بیوی کی طرح شام تک
 اور اور کی باتیں کر کے اسے درمیان آئی سرزد ہوا کہ
 بکھلانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ البتہ پاسپورٹ
 کے بارے میں سانس نے سوال پوچھا تھا۔ شہر سے
 پھٹی اپانی کرنے کا ذکر دوبارہ کیا تھا۔
 ”میں خاموشی ہو چکی تھی۔ وہ کانوں پر ہیکہ روک
 کے بھر سے لیٹ گئی۔ وہ آواز اب اسے ڈرانے کی
 تھی۔
 ”الہ ایک بات کہیں؟ مجھے زیادہ بھائی آپ
 کے پیچھے تھے، تھکے سے تھک گئے ہیں۔“
 اس نے جپ سورج اپنے جوبن پہ چمک رہا تھا
 وہ دونوں کار پارک کر کے باہر نکل رہی
 تھیں۔ راتین نے مجھ سے رنگ کا میاں جان رکھا تھا
 اور اس نے بکھر گئی۔ سر پہ اسٹول تھا جس سے
 کانوں کے ہاکس دکھائی دیتے تھے۔ اور آسمان سوز
 کے کچھوں تک چڑھا رہی تھی۔ آنکھوں پہ سیاہی
 گامز تھے۔
 ”لن کے سامنے ایک کی منزل اور جی عمارت
 کڑی جی جس کی دیوار پر شیشے سے دھکی گئی۔
 ”اور تمہارا شوہر اتنا برا نہیں ہے جتنا تم بتاتی
 ہو۔“ اس نے بظاہر ہلکے ہلکے انداز میں کہا۔ جیسے وہ
 اس نے ذکر سے بچتا چاہ رہی ہو۔ مگر وہ جی راتین
 کی۔ ابھی کی طرح وہ بات کا چھٹی نہیں چھوڑتی تھی۔
 ”ہارون کے کہہ والوں کی بیٹ سے ہمارے

درمیان مسئلے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہارون میری
 چھٹی سے چھٹی کا میاں کو بہت بڑھا چڑھا کے
 جاتے ہیں۔ اور اگر آج بھی میری کوئی برائی شاعری
 سامنے آجائے تو وہ بہت بڑے سب کو دکھائے
 ہیں۔ لیکن مجھے کا زیادہ بھائی آپ کی کامیابی پان
 سچا رہو ہے۔ جیسے یہ کوئی اچھا سا سن نہیں ہے۔“
 راتین کی زبان پر کوئی لفظ نہ تھا اور ہاک کی آنکھوں میں
 گامز چڑھے تھے۔ وہ نہ وہ ان میں ابھرنے لے گئی
 دیکھ گیا۔
 ”زیادہ کال ڈرا موڈ غراب تھا، اور نہ وہ مجھے
 بہت اہمیت کرتا ہے۔“ وہ پیکا سا بولی۔ جیسے
 اسے اپنی بات کا بھی یقین نہ ہو۔ وہ دونوں ساتھ
 ساتھ عمارت کی طرف بڑھ رہی تھیں۔
 ”اگر کوئی شوہر سے زیادہ کال ہو یا اس کی
 تعریف کی جا رہی ہو اور شوہر اس سے غیر آرام دہ
 ہونے لگے تو یہ چیز میاں بیوی کے رشتے کو کھاجی
 ہے۔ بند کرے میں بیوی کو سرانے کا کوئی فائدہ
 نہیں۔ جو مرد اپنی بیوی پر بھری شکل میں خیر کرے وہ
 سیکر مرد ہوتا ہے۔ جو نہ نہ کرے وہ ان سیکر رہتا
 ہے۔ آپ دونوں کو اس چیز پہ کام کرنے کی ضرورت
 ہے۔“
 ”وہاں...“ اظہار قسم ہو گئے۔ رنگ کا دل
 کے کی کوئی نہیں سراٹھانے لگا تھا۔
 ”ان سیکر مرد کو شوہر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اسی
 لیے وہ اپنی بیوی کو سرانے دینا سے کٹ کے رکنا چاہتا
 ہے۔ یہی سیکر والوں نے تو اس کو سیکر ہوتا ہے۔
 ”یو کی کو کامیابی نے تو اس کا موڈ غراب ہو جاتا
 ہے۔ یہ جھٹ بپا پوزو نہیں نہیں ہے۔
 ”unhealthy behaviour (بیمہ)
 صحت مند اندوہ ہے جس کو شادی کے شرور میں
 ہی نہیں کرنا ضروری ہے۔ میاں بیوی ایک ہی ہوتے
 ہیں یا کہ وہ آپس میں متاثر کرنے لگ جائیں تو دنیا
 سے نہیں بڑھتے۔“
 چھٹی کی راتین بہت کچھ رانی سے کہتی

عمارت کی چوٹی پر میاں چڑھ رہی تھی۔ یہ چوہ کی
 ایک مہر زور کوڑکے کی۔
 ”میں اس کو کچھ کر لوں گی۔“ وہ لکھ ہو جائے
 گا۔“ اس نے گلاس ڈور سے اندر داخل ہوتے
 ہوئے گلاس پائے۔ ٹکائے۔ آٹھیں داغ
 ہوئیں۔ وہ اداس میاں۔ ابھمن میں جس دھاتین نے
 اس بات پر اس کی سانس سے دیکھا اور سر جھکا۔
 ”وہ آپ سے بھوت بھی بول رہے ہیں اور یہ
 سب وارنک ساکن ہیں۔ آپ کو ان کا بھی کوجنا
 چاہیے۔ کچھ سے بڑھ کر نہیں جانتے۔ کوئی راز۔“
 ”میں بھی اس سے راز رکھنے کی ہوں۔ میں
 بھی ابھی بیوی کی ہوں۔“ اس کے اعجاز میں کچھ
 ڈھکی سا تھا۔ راتین نے اچھے کے کساتے دیکھا۔
 ”کھانا راز۔“
 ”الانہ جواب میں دلی۔ وہ اب دھمپن کے
 قریب آچکے تھے۔ اس کے بھوکے مراحل بہت
 آسان تھے۔ چھ منٹ بعد وہ مری منزل پہنچے
 ایک کوڑکے اریا میں کڑی میں جہاں تھا جس
 ڈیک لگے تھے۔ چو خال تھے۔ اور چو پہ فری
 لائزر دیکھے اپنے کاسوں میں معروف دکھائی دیتے
 تھے۔
 ”ہارون بھائی کو خبر اچھی ہے کہ ان کی ہوج
 سے مجھے آسانی سے میرا ڈیکٹال کی ہے۔“
 ”آپ نے مجھے اس وقت آسانی دی کی جب
 کر میں یا مشکل وہ ایک شاہک میں دھکی ضرور
 لگی ہے۔“ راتین بکھلے تھے۔ سرکائی۔ ”ہارون نے
 فور سے بات کر لی تھی۔ وہ کالی خستہ کی ناقون
 ہیں۔ آپ کی کفالت پہ اتنی آسانی سے راضی نہیں
 ہوں گی۔ ان کو نا بآپ کا کام ہے۔“
 ”فور، میرا بھائی اسی کو رنگ انہیں میں ایک
 کارڈز میں بھیجتی ہیں۔ ان کا آفس ہاں سے
 چو کر کے کالے تھے۔ کچھ کا وہ اور دکھائی تو اندر
 سے ایک رونا سا تھا۔“ سانی دیا۔ وہ دھڑکنے دل

کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔
 اندر چلا اے کی ہالی کی نسبت زیادہ سرد
 تھا۔ اس کی ایک دیوار شیشے کی تھی جس سے سمندر
 دکھائی دیتا تھا۔ اس کا نیلا پانی شہر کی دھوپ سے جلنے
 رہا تھا۔

ہمیں کچھ قیاسی اس کے سر میں روکنے کا تھا۔
 وہاں تک کہ یہ بھی اور ان کی جڑ میں اس کا ایک
 پائے کی نالی کی تصویر اور ان کے سامنے کا
 کالی کے ایک پتہ۔ ایک ٹاپ پتہ جو اسے
 سر پر جما ہوا بیٹلن نے اور وہ نالی کی ایک پتہ
 زبردست جو اس کی خیر تھا۔
 پھر ان کی نالی کی تصویر کو دیکھنے کی دوسرا
 جی جی ان کی سبز آنکھوں میں ڈالنے کے بعد
 ان کی ہونٹوں میں کچھ کیا کرتا ہے۔
 (کیسا آواز دے گا ان کی آواز کا نالی میں سنائی
 دے گی) اس نے ہنس کے ایک ٹاپ پتہ کا ایک
 راز میں لکھ کے ایک گریڈ۔ ایک ایک پتہ
 دے دے میں۔ کچھ کاغذ میں سول کے قیاسی۔
 ان کی ہونٹوں میں کچھ کیا کرتا ہے۔

کی طرف آیا اور دروازہ کھول کے اسٹریمری کا پیالہ

کئی محسوس ہوتا تھا کہ وہ چیزیں اب بچھا
چھوڑ چکی ہیں اور اب وہ بہت قوت سے اپنی موجودگی
کا احساس دلاتی تھیں۔

”آپ نے چھٹی اپلائی کی؟“

اور زیادہ سلطان کے جیسے زخم پہ کسی نے نہر
چھڑک دیا ہو۔

”کشمالہ...“ اس نے تڑپ کے اسکرین فولڈ
کی اور عینک اتار کے برہمی سے اسے دیکھا۔

”میں نے بتایا ہے، ہم نہیں جاسکتے۔“
”ہم نہیں جاسکتے ہیں، تو میں جاسکتی ہوں اور

میں جاؤں گی۔ وہ میرا بھائی ہے۔ میں اس سے تعلق
ختم نہیں کر سکتی۔ اگر آپ کو میری پرواہ ہے تو آپ

اپنی سیٹ بک کروائیں۔ نہیں تو میں اکیلے جاسکتی
ہوں۔“ اس نے جیسے فیصلہ سنایا اور بوتل تھامے

کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
زیادہ سوچتی نظروں سے اس کی پشت کو دیکھنے

لگا۔ ”تمہیں سعودی عرب سے نکلنے کے لیے ری
انٹری چاہیے اور میری اجازت کے بغیر وہ تمہیں نہیں

ملے گی۔“
کمرے تک جاتے اس کے قدم ٹھہرے۔ وہ

دھیرے سے مڑی۔ سبز آنکھوں کی چتلیاں سکڑ کے
زیادہ سلطان کو دیکھا۔ وہ پرسکون سانسینے پہ بازو لپیٹے

بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔
”اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری ری انٹری

سائن کر دیں گے اور ماہی کی پیش گوئی کو درست
ثابت نہیں ہونے دیں گے۔ میں فریض ہو کے آتی

ہوں، پھر ڈن کر دیں گے۔ میں صبح کھانا بنا کے آتی تھی۔
ہر روز کی طرح۔“

اس کے لہجے میں کچھ سخت تھا۔ کچھ مختلف۔
زیادہ نے پہلو بدلا۔ سر کو خم دیا۔ چہرے کے

تھے تاثرات ڈھیلے ہوئے۔
”میں باس سے چھٹی کے لیے دوبارہ بات

کروں گا۔ ڈونٹ دری۔“ انداز نرم تھا۔ مالانے بس
ایک نظر اسے دیکھا، سر کو جنبش دی اور آگے بڑھ گئی۔

اب ہر طرف خاموشی چھائی تھی۔ ☆☆
(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

زیادہ نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔
”اسی رخ کیوں ہو رہی ہو؟ کیا گھر میں رہنا

بری بات ہے؟“
”میں نے کب کہا بری بات ہے؟ میری اپنی

بہن ہاؤس وائف ہے۔ یہ اس کی چانس ہے۔ میں
اگر آپ کو ہاؤس وائف چاہے گی تو کیرئیر دوسن سے

شادی نہیں کر لی تھی نا۔“ وہ ٹھٹھکی سے کہتی ہوئی کچن کی
طرف آئی اور فرنچ کھولا۔ باہر شدید گرمی تھی اور اس

کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اسے اس وقت صرف ٹھنڈا
پانی چاہیے تھا۔

”تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے تمہارا کوئی کیرئیر
ہے۔“ اس نے سہ پہر زور دیا۔ ”ایک کوورکنگ

اسپیس میں جاتی ہو، اے کی میں چھٹی ہو پلان بناتی
ہو، کافی چینی ہو اور واپس آ جاتی ہو۔ کیا فائدہ اس

سب کا؟“
اس کے دل پہ جیسے کوئی پیر رکھ کے گزر گیا

تھا۔ وہ تڑپ کے مڑی اور تکلیف سے اسے دیکھا۔
”اگر آپ نے دئی سے اپنے ٹرانسفر کروانے

کی کوشش کی ہوئی تو میرا کیرئیر پھر سے شروع ہو چکا
ہوتا۔ دئی میں مجھے جاب مل گئی تھی اور یہاں بھی میں

فارغ نہیں ہوں۔ اپنا اسٹارٹ اپ شروع کرنے کی
کوشش کر رہی ہوں۔“ اسے جلد غصہ نہیں آتا تھا لیکن

اس وقت آ رہا تھا۔ گال گلابی ہو رہے تھے اور آنکھوں
میں نمی در آئی تھی۔

”میں کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا۔“ وہ بڑبڑاتے
ہوئے واپس اسکرین کی طرف متوجہ ہوا۔

”شادی سے پہلے آپ نے یہ واضح کیا تھا کہ
آپ کو میرے کام کرنے پہ اعتراض نہیں ہوگا تو اب

بھی نہیں ہونا چاہیے۔“
”اعتراض نہیں کر رہا۔ لیکن تم فضول میں وقت

اور پیسہ ضائع کر رہی ہو۔“
وہ پانی کی ٹھنڈی بوتل ہاتھ میں لیے کتھی ہی دری

دہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ اس کا چہرہ گرم ہو کے
دھک رہا تھا۔